سُوۡرَۃُ المَائدۃ کی تفسیر

Lesson 1: Al-Maidah (Ayaat 1- 5): Day 2

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ﴿1﴾

تمہارے لئے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔(1)

أُحِلَّتْ : ت تانیث (مؤنث) کے لئے ہے۔ اصل لفظ احل۔ حلل یعنی حلال کیئے گئے۔

بَهِيمَةُ کا لفظ ب ھ م سے ہے۔ مبہم سے ہے۔ یعنی مویشی۔ یعنی وہ بولتے ہیں تو سمجھ ہی نہیں آتا۔

الْأَنْعَامِ نوم اونٹ کو کہتے ہیں لیکن سب دودھ دینے والے مویشیوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

پہلے اللہ نے وعدوں کے پورے کرنے کی بات کی اور پھر کھانے پینے کی بات کی گئی۔ یہاں اشارہ ہے رزقِ حلال کی طرف۔

اب جب رزق ہی حلال نہیں ہو گا تو اللہ کے ساتھ باقی کیئے گئے وعدے کون پورے کرے گا؟

مویشی سے مُراد چارپائے اور گھاس کھانے والے جانور بھی حلال ہیں۔ مثال ہرن، وغیرہ۔ لیکن دوسرے چارپائے شیر اور گیدڑ وغیرہ حلال نہیں ہیں۔ جو جانور چیر پھاڑ کر اور اپنی پچھلی داڑھوں سے کھاتے ہیں وہ جائز نہیں ہیں۔

چارہ کھانے والے جانور حلال ہیں۔ اسی طرح عام پرندے حلال ہیں لیکن چیر پھاڑ کرنے والے جانور حلال نہیں ہیں۔ مثال باز اور شِکرا وغیرہ۔ کھانے کا اَثر انسان کی عادات پر پڑتا ہے۔ حلال جانور کھائیں گے تو مزاج اور رویے بہترین رہیں گے۔ لیکن چیر پھاڑ کرنے والے جانور کھائیں گے تو آپ کی طبیعت میں بھی وہی عادات کا اَثر ہو گا۔

سارے مویشی کھا سکتے ہیں لیکن مرے ہوئے نہیں کھا سکتے۔ اُس کی تفصیلات آگے آئیں گے۔

یہاں احرام کی پابندیوں کی بات کی گئی ہے۔ مشرکین شکار کے شوقین تھے جیسے آج کے بچے کمپیوٹر گیمز کھیلتے ہیں۔ یہاں اُس سے حالتِ احرام میں منع کر دیا گیا کہ اللہ کے ساتھ تعلق اور رابطے کے وقت وہ بھول جاؤ۔

یہ حکم وہی سمجھ لیں کہ جیسے بنی اسرائیل کو ہفتے کے دِن شکار سے منع کیا گیا تھا۔ ہمارے لئے عام حالات میں شکار کی اجازت ہے صرف احرام کی حالت میں نہیں کر سکتے۔ (عمرے اور حج میں کچھ کام منع ہو جاتے ہیں۔ جو عام حالات میں جائز ہیں۔)

دل میں خیال آتا ہے کہ کیوں؟ تو آگے فرمایا گیا کہ اللہ جو چاہے وہ حکم دے سکتے ہے۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کیا ہمارے لئے بہتر ہے۔ "یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔" بندے کو اللہ نے اُس کی اوقات بتا دی ۔ جب قرآن پاک نازل ہو رہا تھا تو یہ ہو سکتا تھا کہ مشرکین ہر بات کے جواب میں یہ کہیں کہ یہ کیوں کرنا ہے، ایسے کیوں حکم ملا ہے ا۔س لئے اُن تمام سوالوں کو دروازہ بند کیا جا رہا ہے۔ اِس دنیا میں رہنے کا ایک ہی اُصول ہے کہ اللہ کی بات مان لو پھر ہی تمام کامیابیاں ملیں گیں۔

آپ کی چیز ہے آپ جو مرضی کرتی ہیں۔ کوئی آپ کو منع نہیں کر سکتا۔ آپ کسی ملک کے قانون پر تنقید نہیں کر سکتے۔ کسی سکول کی پالیسیوں پر بحث نہیں کس سکتے۔ وہ کہہ سکتے ہیں آپ کو ہمارے سکول کا یونیفارم پسند نہیں تو کسی اور سکول میں چلے جائیں۔

یہ دُنیا اللہ کی ہے۔ اللہ کا حکم چلے گا۔ ہم سب سے زیادہ تنقید ہی دین پر کیوں کرتے ہیں؟ اس بات کی کیا وجہ ہے، فلاں حکم کی کیا حکمت ہے۔ دُنیا کے قوانین ہم چُپ کر کے مان لیتے ہیں۔ یا پھر ہم کہتے ہیں کہ مجھ پر دین کا حکم نہ ہو، بس دوسروں کے لئے ہی حکم ہو۔

اللہ ہم سے محبت کرتے ہیں۔ اُس کے تمام احکام میں حکمتیں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿2﴾

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو نہ ادب والے مہینوں کی نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضاجوئی کی نیت سے جارہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے

رہو اور گناہ اور ظالم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (2)

دوسری آیت پھر "اے ایمان والو!" سے شروع ہو رہی ہے۔ ہمیں مخاطب کیا ہے۔

شَعَائِرَ   ش ع ر: ہر وہ چیز جسے دیکھ کر کوئی خاص بات یا خاص چیز یاد آئے۔ مثال ٹریڈ مارک۔ آپ کسی کمپنی کا ٹریڈ مارک یا LOGO اور کوئی نشان یا مہر دیکھیں تو آپ کو وہ کمپنی یاد آجائے یا پتا چل جائے یہ فلاں کمپنی کی چیز ہے یا فلاں ملک کا کھانا یا لباس ہے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو دیکھ کر اسلام، اللہ کا دین یاد آئے تو اُن کا مذاق نہ اُڑائیں۔

مثال صلیب یا گرجا دیکھیں تو عیسائی مذہب اور اگر برہمن دیکھیں تو مندر اور سر پر بالوں کی چوٹی یاد آئے گی۔

کڑا اور ترپان دیکھیں تو سکھ یاد آئیں گے۔

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو۔۔۔"

اِسی طرح قرآن پاک کو دیکھیں تو دین اسلام یاد آتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ کی سنتیں اور احادیث پڑھیں۔ خانہ کعبہ۔ مساجد سے اسلام یاد آتا ہے۔ وہ جگہیں جہاں اللہ کا دین سکھایا جاتا ہے۔ داڑھی،، حجاب۔ جنت اور جہنم سب شعائر اللہ ہیں۔ ان کا مذاق نہ اُڑائیں۔ تمہاری عقل چھوٹی ہے۔ اللہ کے شعائر کا احترام کرو۔

" وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ " جب سے دُنیا بنی ہے حرمت والے چار مہینے ہیں۔ رجب۔ ذیقعد اور ذوالحج اور محرم۔

یہ اسلام سے پہلے بھی حرمت والے تھے اور اب بھی ہیں۔

سورۃ توبہ کی آیات 36 میں آتا ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ---

خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کتاب خدا میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں۔ ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا راستہ ہے---

حرمت سے مُراد ہے کہ اِن مہینوں میں خاص طور پر لڑائی، جھگڑے اور جنگ کی اجازت نہیں ہے۔

ذیقعد میں لوگ حج کے لئے گھروں سے نکلتے تھے۔ اور ذوالحج میں حج کرتے اور اُس کے بعد محرم میں گھروں کو واپس آتے۔ اس دوران میں لوگ قافلوں کو اَمن سکون سے جانے دیتے۔ اُن پر حملے نہ کرتے اور نہ لوٹتے۔ اُس وقت بھی لوگ ان مہینوں کو حرمت والے سمجھتے۔ اور رجب میں لوگ عمرہ کرتے تھے۔

اِن چار مہینوں کے علاوہ باقی سب مہینوں میں لڑائی جھگڑے ہوتے۔ لیکن مشرکین نے ایک اور طریقہ نکالا کہ اِن مہینوں کے دن بدل دیتے۔ سورۃ توبہ آیت 37 میں ہے۔

امن کے کس مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں۔ ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام۔ تاکہ ادب کے مہینوں کو جو خدا نے مقرر کئے ہیں گنتی پوری کر لیں۔ اور جو خدا نے منع کیا ہے اس کو جائز کر لیں۔ ان کے برے اعمال ان کے بھلے دکھائی دیتے ہیں۔ اور خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ﴿۳۷﴾

لیکن آج ہم کیا کرتے ہیں؟ کتنے مسلمان ملک اِن چار مہینوں کی حرمت کا خیال رکھتے ہیں؟ کیا ہم لڑائی بند کر دیتے ہیں؟ کتنے گھریلو معاملات میں ہم جھگڑے سے باز آجاتے ہیں؟ کتنے میاں بیوی لڑائی نہیں کرتے؟

" وَلَا الْهَدْيَ "اور ھدی کے جانور کی حرمت کا خیال رکھو۔ یہ لفظ ھ دی سے ہے۔ یعنی تحفہ۔ ھدیہ سے ہے۔ اُس جانور کو کہتے ہیں کہ جب لوگ حج اور عمرے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جاتے اور اُسے حرم کی حدود میں ذبح کرتے۔ پہلے دور میں لوگ ایسا ہی کرتے تھے۔ اَب جانور وہاں سے ہی لیتے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ ہم اپنے گھر سے اللہ کے لئے تحفہ لے کر نکلتے ہیں۔ ان کا بھی خیال رکھو۔ اسی سے آج ہم جو قربانی کے جانور خرید کر لاتے ہیں۔ اُن کی بھی حرمت کا خیال رکھیں۔

" وَلَا الْقَلَائِدَ " اور پٹے والے جانور کی حرمت کا بھی خیال رکھو۔ یعنی مخصوص جانور۔ جو خاص کر لیئے گئے ہوں۔ ھدی والے جانور کے گلے میں پٹے ڈال دیئے جاتے تھے۔

وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا

"اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضاجوئی کی نیت سے جارہے ہوں،"

یعنی جو حج اور عمرے کے اِرادے سے بیت اللہ جارہے ہوں۔ اُن کا بھی احترام کرو۔

سعودی حکومت کے لئے بھی حکم ہے کہ ایسے مہمانوں کو خیال رکھو۔ ان کی عزّت کرو۔

فضل سے مُراد کہ جو لوگ گئے توحج کی نیّت سے ہیں لیکن اگر کوئی کاروباری معاملہ بھی کرلیں تو ٹھیک ہے۔

"۔۔وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۔۔۔ ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو،۔۔۔"

یعنی جو پابندیاں لگی تھیں۔ اَب اُن سے آزاد ہو۔ اَب جائز کام کرسکتے ہو۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴿2﴾

جن لوگوں نے تمھیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (2)

یہ آیات صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئیں۔

ذوقعد 6 ہجری میں آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ عمرے کی غرض سے مدینہ سے نکلے، چودہ سو جانثار ساتھ تھے۔ کسی قسم کا کوئی اصلحہ ماسوائے تلواروں کے جو نیاموں میں بند تھیں اور عرب میں سفر کا ایک عام ہتھیار تھا ساتھ تھیں۔ مقامِ ذوالحلیفہ پہنچ کر قربانی کی ابتدائی رسوم پوری کیں اور قربانی کے اونٹوں کے گلے میں لوہے کے نعل ڈال دیئے گئے۔ احتیاط کے طور پر ایک شخص کو آگے بھیج دیا گیا جس نے آکر اطلاع دی کہ قریش مقابلے کی تیاری میں ہیں اور معلوم پڑا کہ خالد بن ولید پہلے ہی دو سو سواروں کے ساتھ غمیم تک پہنچ چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوئی تو کترا کر ایک طرف سے نکلے، حضرت خالد کو گھوڑوں کی گرد نظر آئی تو جا کر قریش کو خبر دی کہ لشکر اسلام غمیم تک آگیا۔ بنو خزاعہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن درپردہ مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ اس قبیلہ کے رئیس کا نام بدیل بن ورقا تھا، آپ ﷺ کی آمد کا سنا تو بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی قریش کی فوجوں کا سیلاب آپکو مکہ میں داخل نہ ہونے دیگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش سے کہو کہ ایک مدت کے لئے ہم سے صلح کر لیں، ہم کو لڑنا مقصود نہیں صرف عمرے کے لئے آئے ہیں اگر وہ اس پر بھی راضی نہیں تو اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں یہاں تک لڑوں گا کہ میری گردن الگ ہو جائے اور اللہ کو جو فیصلہ کرنا ہے کر دے۔ بدیل نے جا کر آپ ﷺ کا پیغام قریش کو سنایا۔ قریش کی جانب سے عروۃ نے آکر آپ ﷺ سے بات چیت شروع کی۔

پھر اُس مقام پر صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوُا۔ مشرکین نے زیادتی کی اور مسلمانوں کو اُس سال عمرہ نہ کرنے دیا۔ مسلمان پھر اگلے سال عمرے کے لئے گئے۔ یہاں مسلمانوں سے بھی فرمایا جارہا ہے کہ

"۔۔جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ۔۔"

پھر آگے فرمایا گیا"۔۔نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔۔""

اللہ کے نبیؐ نے نیکی کے کاموں میں دوسرے لوگوں کی بھی مدد کی۔ہمارے لئے بھی یہی حکم ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔تعاون کریں۔اللہ کی حدود کا خیال رکھو۔ ایمان والا وہی کام کرتا ہے جب نیکی کا کام ہو۔

"۔۔اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ "اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس ایک آیت کو دیکھیں کہ کتنے احکام ہیں۔زندگی گزارنے کے طریقے قرآن سے سیکھیں۔

اب ہم" وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" اِس موضوع پر بات کرینگے۔

"۔۔نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔۔"

دُنیا کے اندر اَمن اور چین قائم کرنے کا اُصول بتا دیا گیا۔ہم دُنیا میں ایک اجتماعی زندگی گُزارتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔مثال کھانا، پینا، خریداری کرنا، دفتری کام کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ایسی خوبیاں اور صلاحتیں دیں کہ ہر کوئی اپنی مرضی سے کام کرتا ہے۔ اسلام نے ایک اُصول دیا ہے کہ انسان اللہ کی حدود میں رہتے ہوئے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

بعض اوقات لوگ خاندان اور قبیلے یا مذہب اور ملک کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔

بعض اوقات لوگ اپنے قبیلے اور برادری کی وجہ سے دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ عرب معاشرے میں یہی نسلی تعصب تھا۔ یورپی ملکوں میں گورے اور کالے کا نسلی تعصب ہے۔ کہیں زبان کی وجہ سے Discrimination ہے۔

لیکن اسلام کا پیغام یہی ہے کہ تمام لوگ ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔ اللہ کے نبیؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں۔۔۔ اور اَب ہمارے لئے تو قرآن کا یہی اُصول کافی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (13) سورۃ الحجرات: آیت 13

تقویٰ کے معیار پر ہی اللہ کا قُرب ملے گا۔ جو جتنا نیک ہے اُتنا ہی اللہ کو پیارا ہو گا۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ ابو جہل اللہ کے نبیؐ کے قبیلے کا ہونے کے باوجود اور رشتے دار ہونے کے باوجود اسلام سے دُور ہو گیا اور بلال حبشی غلام ہونے کے باوجود اللہ کے نبیؐ کے دوست بن گئے۔

اسلام نے سب کو ایک ہی وحدت میں پرو دیا۔

ہم نے کیا کرنا ہے؟ نیکی کے کام میں تعاون کریں۔ خاندان یا رشتے داری کی وجہ سے دوسروں کے غلط کام میں ساتھ نہ دیں۔

ظلم اور زیادتی کا ساتھ نہ دیں۔ کوئی خلافِ شریعت کام کریں تو آپ ساتھ نہ دیں۔ کوئی اجنبی مومنہ نیک کام کرے تو ساتھ دیں۔ محبت اور نفرت کا معیار تقویٰ ہو۔

تعصب کو چھوڑ دیں۔ ذات، برادری اور مسلک کی بناء پر ساتھ نہ دیں۔

سب مسلمان ایک جیسے اور برابر ہیں۔ یہ ایک سوچ ہے کہ دوستی اور دُشمنی صرف اللہ کی خاطر ہو گی۔ عمرؓ نے اپنے سگے ماموں کو قتل کیا تھا کہ وہ اسلام دُشمن تھا۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔ ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرو۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ ظالم کی مدد کیسے؟ آپؐ نے فرمایا؛

ظالم کی مدد ایسے کرو۔ کہ اُسے ظلم سے روکو۔ اللہ نے نیکی اور خدا ترسی کو معیار بنا دیا۔

ایک مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ فلم دیکھ کر آتے ہیں۔ اور بے حیائی اور غلط کاموں میں حصے دار بن جاتے ہیں۔ کیونکہ جتنے لوگ اُس کو بناتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں۔ اور زیادہ تر پیسہ ضائع کرتے ہیں۔ اور پھر آگے یہی پیسہ ناجائز کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔

ایک فلم بنانے میں کتنے لوگ شامل ہوتے ہیں؟

شیطانی کام کرنے کے لئے بڑے بڑے لوگ مل کر کام کر رہے ہیں۔ اجتماعی کوشش کر رہے ہیں۔ کفر، بے دینی، فحاشی، بے حیائی پھیلانے کے لئے اجتماعی کام ہو رہا ہے۔

اسلام اور اللہ کا دین پھیلانے کے لئے ہم نے مل کر کوشش کرنی ہے۔ اَب ہم نے بھی اجتماعی کوشش کرنی ہے۔

کیا ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم عام ہو؟ ہمیں ٹیم ورک کرنا ہے۔ اگر تو ہمارا اِس بات پر ایمان پکّا ہے کہ دوسروں کو قرآن سے جوڑنا نیکی اور تقویٰ کا کام ہے۔ پھر کوئی سوال نہیں۔

اِس آیت پر ہم نے اِرادہ ضرور کرنا ہے۔ اِس آیت کو ہم صرف پڑھ کر آگے نہیں جاسکتے۔ نیّت کریں ،اِرادہ کریں۔ ہم نے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔

نابینا اور اسلام کے سچّے عاشق صحابی اُمّ ِمکتوم اللہ کے نبیؐ سے درخواست کرتے تھے کہ مجھے جنگ میں ساتھ لے جائیں میں صرف جھنڈا پکڑ کر کھڑا ہوں گا۔ اور پھر جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔

اللہ اُن سے پیار کرتا تھا کہ اگر نبیؐ بھی اُس سے نگاہ پھیریں تو سورۃ عبس نازل ہو گئی۔ جب کوئی سچے دِل سے اللہ کے راستے کی طرف آتا ہے تو اللہ کی نگاہ میں وہ اتنا پیارا ہو جاتا ہے۔

جب سچّے اسلام کی سمجھ آجاتی ہے تو جو بھی نیکی کر سکتے ہیں پھر آپ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آج زندگی برف کی طرح پگھل کر ختم ہوتی جارہی ہے۔ اپنے اِرد گرد دیکھیں کہ میں کہاں کام آسکتی ہوں۔ میں بھلائی اور خیر کے کام میں کیسے مدد کر سکتی ہوں؟

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا تھا کہ اگر تم وہ دیکھو جو میں نے دیکھ لیا ہے تو تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ۔ جہنم کی سختیاں اور آگ یاد کریں۔

اگر ہم یہ سوچیں کہ ہم تو ٹھیک ہیں۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں اور اجتماعی نیکیاں نہیں کرتے تو بُرائی ہمارے گھر تک پہنچ جاتی ہیں۔

اللہ کے نبیؐ کی اُمت نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مدد کرے تو انشاءاللہ تعالیٰ، اللہ ہم سے پیار کرے گا۔ ہمارے لئے آسمانوں سے مدد آئے گی۔ وہ کفار، مشرکین، منافقین اور فاسقین ہیں جو تعاونو علی الاثمِ والعدوان کرتے ہیں۔ گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

اپنی زندگی میں غور و فکر کریں کہ میں گناہ اور بے حیائی کے کاموں میں حصّے دار تو نہیں بن رہی؟ کبھی کسی کو بے حیائی والے لباس یا میک اَپ میں دیکھیں تو تعریف نہ کریں۔ شریعت ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ غلط کام کی ایسے الفاظ سے تعریف بھی کریں۔

جب ہم اللہ اور اُس کے دین سے محبت کرتے ہیں تو ہماری کوشش یہی ہو گی کہ لوگوں کو برائیوں سے بچائیں۔

ایک عورت اللہ کے نبیؐ کے پاس اپنا اکلوتا بچّہ لے آئی کہ یارسولؐ اللہ اس کو اپنے ساتھ لے جائیں جب مشرکین آپ کی طرف تیر یا تلوار لے کر آئیں تو اس کو آگے کر کے اپنی جان بچائیں۔ آپ کو ایک بچے حارثہ کی کہانی یاد ہو گی جو عمر میں چھوٹا تھا لیکن تڑپ تڑپ کر ماں سے ضد کر رہا تھا کہ وہ اللہ کے نبیؐ کے ساتھ جنگ میں اسلام کے دفاع کے لئے جانا چاہتا تھا۔

اُس دَور میں دین کا دفاع میدانِ جنگ میں تھا۔ آج ہم نے بچوں کی ایسی تربیت کرنی ہے کہ وہ علم سے دین کی خدمت کریں۔ بچّوں کے ذہن کورے کاغذ کے ٹکڑے ہیں۔ ہمارے بچّے معصوم ہیں۔ اِن کی بہترین تربیت کریں۔

اگر کوئی اپنے بچوں کو اسلامی طریقوں سے تربیت کرنا چاہے تو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

اپنا محاسبہ کریں کہ میں دین کی خدمت کیسے کر رہی ہوں؟ میں نیکی اور بھلائی کے کام میں کیسے مدد کر رہی ہوں؟

آج سے نیّت کریں کہ آئندہ نیکی اور خیر کے کاموں میں جہاں تک ممکن ہو سکے مدد کروں گی اور قرآن کا علم خود سیکھوں گی اور آگے پہنچاؤں گی۔ کسی گناہ کے کام میں اپنا حصّہ نہیں ڈالوں گی۔

انشاءاللہ